انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

دجال اکبر

محدث کبیر

حضرت مولانا سید محمد بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنیؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

تعارف

الحمدللّٰہ وکفٰی وسلام علیٰ خاتم الانبیاء۔ اما بعد!

رحمت مجسم، نبی مکرم، آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دجال اکبر کا فتنہ ابتدائے آفرینش سے قیام قیامت تک کا سب سے بڑا فتنہ ہے۔ جو اہل اسلام کے ایمان کے لئے خطرناک ترین امتحان ہوگا۔ تمام انبیاء علیہم السلام نے دجال کے فتنہ کی ہلاکت خیزیوں سے اپنی اپنی امت کو باخبر کیا لیکن اس فتنہ کی تفصیلات اور واضح علامات آنحضرت ﷺ نے بیان فرمائیں۔ احادیث کی روشنی میں ”دجال اکبر“ پر حضرت مولانا سید محمد بدر عالم مہاجر مدنیؒ کی اس کاوش نے پوری امت کی طرف سے فرض کفایہ کا کام کیا ہے۔ پچیس احادیث مبارکہ بمع ترجمہ توضیح وتشریح کے آپ نے قلمبند فرما کر امت محمدیہ پر احسان فرمایا ہے۔

اللھم انا اعوذبك من فتنة المسيح الدجال۔ آمین!

فقیر اللہ وسایا

۷/۶/۱۴۲۲ھ

۲۷/۸/۲۰۰۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱)........."عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَابَيْنَ خَلْقِ اٰدَمَ اِلىٰ قِيَامِ السَّاعَةِ اَمْرٌ (وفی رواية خلق) اَكْبَرَ مِنَ الدَّجَّالِ۔ مسلم ج۲ ص٤٠٥ باب بقية من احاديث الدجال"

﴿عمران بن حصینؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے خود سنا ہے کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر قیامت آنے تک دجال سے زیادہ بڑا اور کوئی فتنہ نہیں ہے۔﴾

(۲)........."عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الدَّجَّالُ اَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُسْرٰى جُفَالُ الشَّعْرِ مَعَهٗ جَنَّتُهٗ وَنَارُهٗ فَنَارُهٗ جَنَّةٌ وَجَنَّتُهٗ نَارٌ۔ مسلم ص٤٠٠ ج۲ باب ذکر الدجال"

﴿حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، دجال بائیں آنکھ سے کانا ہو گا اس کے جسم پر بہت گھنے بال ہوں گے اور اس کے ساتھ اس کی جنت اور دوزخ بھی ہو گی لیکن جو اس کی جنت نظر آئے گی دراصل وہ دوزخ ہو گی اور جو دوزخ نظر آئے گی وہ اصل میں جنت ہو گی۔ (لہذا جس کو وہ جنت بخشے گا وہ دوزخی ہو گا اور جس کو اپنی دوزخ میں ڈالے گا وہ جنتی ہو گا۔)

(۳)........."عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَا اُخْبِرُكُمْ عَنِ الدَّجَّالِ حَدِيْثًا مَاحَدَّثَهٗ نَبِيٌّ قَوْمَهٗ اِنَّهٗ اَعْوَرُ وَ اِنَّهٗ يَجِيْئُ مَعَهٗ مِثْلِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَالَّتِيْ يَقُوْلُ اَنَّهَا الْجَنَّةُ هِيَ النَّارُ وَاِنِّيْ اُنْذِرُكُمْ بِهٖ كَمَا اَنْذَرَ بِهٖ

نُوحٌ قَوْمَهٗ. متفق عليه واللفظ للمسلم ج۲ص ٤٠٠ باب ذكر الدجال"

﴿ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو دجال کے متعلق ایسی بات نہ بتادوں جو حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر آج تک کسی نبی نے اپنی امت کو نہ بتائی ہو۔ دیکھو وہ کانا ہوگا اور اس کے ساتھ جنت اور دوزخ کے نام سے دو شعبدے بھی ہوں گے۔ تو جس کو وہ جنت کہے گا وہ در حقیقت دوزخ ہوگی۔ دیکھو دجال سے میں بھی تم کو اسی طرح ڈراتا ہوں جیسا کہ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ڈرایا تھا۔﴾

(۴)........."عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَمِعَ بِالدَّجَّالِ فَلْيَنَاءُ مِنْهُ فَوَاللّٰهِ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَاءُ تِيْهِ وَهُوَ يَحْسَبُ اَنَّهٗ مُؤْمِنٌ فَيَتَّبِعُهٗ مِمَّايُبْعَثُ مَعَهٗ مِنَ الشُّبُهَاتِ. رواه ابوداؤد ج۲ص ١٣٤ باب خروج الدجال"

﴿عمران بن حصینؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دیکھو جو شخص دجال کی خبر سنے اس کو چاہئے کہ وہ اس سے دور ہی دور رہے بخدا کہ ایک شخص کو اپنے دل میں یہ خیال ہوگا کہ وہ مومن آدمی ہے لیکن ان عجائبات کو دیکھ کر جو اس کے ساتھ ہوں گے۔ وہ بھی اس کے پیچھے لگ جائے گا۔﴾

(۵)........." وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنِّيْ قَدْ حَدَّثْتُكُمْ عَنِ الدَّجَّالِ حَتّٰى خَشِيْتُ اَنْ لَاتَعْقِلُوْا اَنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ رَجُلٌ قَصِيْرٌ اَفْحَجُ جَعْدٌ اَعْوَرُ مَطْمُوْسُ الْعَيْنِ لَيْسَ بِنَاءُ تِيَةٍ وَلَا حَجْرَاءَ فَاِنْ اُلْبِسَ عَلَيْكُمْ فَاعْلَمُوْا اَنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِاَعْوَرَ. رواه ابوداؤد ج۲ص ١٣٤ باب خروج الدجال"

﴿عبادہ بن صامتؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میں نے دجال کے متعلق کچھ تفصیلات تم لوگوں سے بیان کیں لیکن مجھ کو خطرہ ہے کہ کہیں تم پورے طور پر اس کو نہ سمجھے ہو۔ دیکھو مسیح دجال کا قد ٹھگنا ہوگا۔ اس کے دونوں پیر ٹیڑھے، سر کے بال شدید خمیدہ یک چشم مگر ایک آنکھ بالکل چٹ صاف نہ اوپر کو ابھری ہوئی نہ اندر کو

دھنسی ہوئی۔ اگر اب بھی تم کو شبہ رہے تو یہ بات یاد رکھنا کہ تمہارا رب یقیناً کانا نہیں ہے۔﴾

(۶)......... " وَعَنْ اَبِیْ عُبَیْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ اِنَّهٗ لَمْ یَکُنْ نَبِیٌّ بَعْدَ نُوْحٍ اِلاَّقَدْ اَنْذَرَ قَوْمَهُ الدَّجَّالَ وَاِنِّیْ اُنْذِرُکُمُوْهُ فَوَصَفَهٗ لَنَا قَالَ لَعَلَّهٗ سَیُدْرِکُهٗ بَعْضُ مَنْ رَاٰنِیْ اَوْسَمِعَ کَلاَمِیْ قَالُوْا یَارَسُوْلَ للّٰہِ فَکَیْفَ قُلُوْبُنَا یَوْمَئِذٍ فَقَالَ مِثْلُهَا یعنی اَلْیَوْمَ اَوْخَیْرٌ۔ رواہ الترمذی ج۲ ص۴۷ باب ماجاء فی الدجال"

﴿ابو عبیدہ بن جراحؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے خود سنا ہے کہ نوح علیہ السلام کے بعد جو نبی آیا ہے۔ اس نے اپنی قوم کو دجال سے ضرور ڈرلیا ہے اور میں بھی تم کو اس سے ڈراتا ہوں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اس کی صورت وغیرہ بیان فرمائی اور کہا ممکن ہے جنہوں نے مجھ کو دیکھا ہے یا میرا کلام سنا ہو اس میں کوئی ایسا نکل آئے جو اس کا زمانہ پا سکے۔ انہوں نے پوچھا اس دن ہمارے دلوں کا حال کیسا ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرملیا! ایسا ہی جیسا آج ہے یا اور بھی بہتر۔﴾

پیشگوئی میں اقسام کا ابہام رہ جاتا ہے اور وہ تکوینی امر ہے۔ دیکھئے یہاں پر :"لعله سیدرکه بعض من رآنی۔" کے لفظ نے کتنا ابہام پیدا کر دیا ہے۔ پھر :"او خیر" میں یہ ابہام کہاں تک جا پہنچتا ہے۔

(۷)......... "عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ ِالْخُدْرِیِّ قَالَ حَدَّثَنَا النَّبِیُّ ﷺ یَوْمًا حَدِیْثًا طَوِیْلاً عَنِ الدَّجَّالِ فَکَانَ فِیْمَا یُحَدِّثُنَا بِهٖ اَنَّهٗ قَالَ یَاْتِی الدَّجَّالُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَیْهِ اَنْ یَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِیْنَةِ فَیَنْزِلُ بَعْضَ السِبَاخِ الَّتِیْ تَلِیَ الْمَدِیْنَةَ فَیَخْرُجُ اِلَیْهِ یَوْمَئِذٍ رَجُلٌ وَهُوَ خَیْرُ النَّاسِ اَوْمِنْ خِیَارِ النَّاسِ فَیَقُوْلُ اَشْهَدُ اِنَّکَ الدَّجَّالُ الَّذِیْ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ حَدِیْثَهٗ فَیَقُوْلُ الدَّجَّالُ اَرَاءَ یْتُمْ اَنْ قَتَلْتُ هٰذَا ثُمَّ اَحْیَیْتُهٗ هَلْ تَشُکُّوْنَ فِی الاَمْرِ فَیَقُوْلُوْنَ لاَفَیَقْتُلُهٗ ثُمَّ یُحْیِیْهِ فَیَقُوْلُ وَاللّٰہِ مَاکُنْتُ فِیْکَ اَشَدَّبَصِیْرَةً مِنِّیْ اَلْیَوْمَ فَیُرِیْدُ الدَّجَّالُ اَنْ یَقْتُلَهٗ فَلاَ یُسَلَّطُ عَلَیْهِ۔ رواہ البخاری ج۲ ص۱۰۵۶ باب لایدخل الدجال المدینة"

﴿حضرت ابی سعید الخدریؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ایک طویل حدیث دجال کے بارہ میں بیان فرمائی تو جو باتیں آپ نے ہم سے اس کے متعلق بتائیں۔ ان میں یہ بھی فرمایا تھا کہ دجال آئے گا مگر مدینہ کے راستوں میں گھس آنا اس کے لئے حرام اور ناممکن ہوگا تو وہ مدینہ کے آس پاس کی بنجر زمین میں کسی جگہ آکر اترے گا تو.......... اس کے مقابلہ کے لئے اس دن ایک شخص نکلے گا جو تمام انسانوں میں سب سے بہتر (یا بہتر انسانوں میں سے) ہوگا۔ وہ کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہی دجال ہے جس کی بات ہم کو جناب رسول اللہ ﷺ نے سنائی تھی' تو دجال کہے گا۔ لوگو! بتاؤ اگر میں اس شخص کو قتل کردوں اور پھر اسے زندہ کردوں تب تو تم کو میرے معاملے میں کوئی شک شبہ باقی نہ رہے گا۔ وہ کہیں گے کہ نہیں۔ تو وہ ان کو قتل کر دے گا پھر ان کو زندہ کر دے گا۔ تو وہ بزرگ کہیں گے خدا کی قسم! اب تو مجھ کو تیرے بارے میں اور بھی یقین اور بصیرت حاصل ہو گئی کہ آج سے زیادہ ایسی بصیرت پہلے نہ تھی۔ تو دجال پھر ان کو قتل کرنا چاہے گا مگر اس کا قابو ان پر نہ چل سکے گا۔﴾

حدیث رسول اللہ ﷺ سے وہ مسئلہ بھی مستنبط ہو سکتا ہے جو اصول حدیث میں مندرج ہے۔ اس کی تفصیل کا نہ یہاں موقعہ ہے نہ مناسب۔ کہتے ہیں کہ یہ شخص عجب نہیں کہ خضر علیہ السلام ہوں واللہ تعالیٰ اعلم بہر حال حدثنا میں جمع کے صیغہ میں بہت سے امور کی طرف اشارات ممکن ہیں۔

(۸)........ ”عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ يَجِیْءُ الدَّجَّالُ حَتّٰی يَنْزِلَ فِیْ نَاحِيَةِ الْمَدِيْنَةِ تَرْجُفُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ فَيَخْرُجُ اِلَيْهِ كُلُّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ رواه البخاری وفی روایته عنده لایدخل المدینة رعب المسیح الدجال ولها یومئذ سبعة ابواب علی کل باب ملکان وفی روایة علی انقاب المدینة ملائکة وفی روایة المدینة یاتیها الدجال فیجد الملائکة یحرسونها فلا یقربها کلها فی البخاری ج۲ص۱۰۵۵ باب ذکر الدجال“

﴿حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دجال

آئے گا یہاں تک کہ مدینہ کے ایک کنارے آکر اترے گا تو تین بار زلزلے آئیں گے۔ اس وقت جتنے کافر اور جتنے منافق ہوں گے سب نکل نکل کر اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔

ان کی ایک اور روایت میں ہے کہ مدینہ کے اندر مسیح دجال کا رعب بھی نہ آنے پائے گا۔ اس وقت مدینہ کے سات دروازے ہوں گے۔ ہر دروازے پر دو دو فرشتے ہوں گے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ مدینہ کے بڑے بڑے راستوں پر بہت سے فرشتے ہوں گے اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ مدینہ کے پاس دجال آئے گا تو فرشتوں کو اس کی نگرانی کرتے پائے گا۔ لہٰذا ان کے پاس بھی نہ پھٹک سکے گا۔

(۹)......... "عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ سَمِعْتُ نِدَاءَ الْمُنَادِي مُنَادِي رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُنَادِي الصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ فَخَرَجْتُ اِلَى الْمَسْجِدِ فَصَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ......... فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقَالَ لِيَلْزَمْ كُلُّ اِنْسَانٍ مُصَلَّاهُ ثُمَّ قَالَ اَتَدْرُوْنَ لِمَ جَمَعْتُكُمْ قَالُوْ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اِنِّيْ وَاللّٰهِ مَاجَمَعْتُكُمْ لِرَغْبَةٍ وَّلاَ لِرَهْبَةٍ وَلٰكِنْ جَمَعْتُكُمْ لاَنَّ تَمِيْمَانِ الدَّارِيَّ كَانَ رَجُلاً نَصْرَا نِيًّا فَجَاءَ فبايع وَاَسْلَمَ وَحَدَّ ثَنِيْ حَدِيْثًا وَافَقَ الَّذِيْ كُنْتُ اُحَدِّثُكُمْ بِهٖ عَنِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ حَدَّثَنِيْ اَنَّهٗ رَكِبَ فِيْ سَفِيْنَةٍ بَحْرِيَّةٍ مَعَ ثَلٰثِيْنَ رَجُلاً مِنْ لَخْمٍ وَجُذَامٍ فَلَعِبَ بِهِمُ الْمَوْجُ شَهْرًا فِي الْبَحْرِ فَاَرْفَاءُ وْا اِلٰى جَزِيْرَةٍ حِيْنَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ فَجَلَسُوْا فِيْ اَقْرُبِ السَّفِيْنَةِ فَدَخَلُوا الْجَزِيْرَةَ فَلَقِيَتْهُمْ دَابَّةٌ اَهْلَبُ كَثِيْرُ الشَّعْرِ لاَيَدْرُوْنَ مَاقُبُلُهٗ مِنْ دُبُرِهٖ مِنْ كَثْرَةِ الشَّعْرِ قَالُوْا وَيْلَكِ مَااَنْتِ قَالَتْ اَنَا الْجَسَّا سَةُ اِنْطَلِقُوْا اِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ فِي الدَّيْرِ فَاِنَّهٗ اِلٰى خَبَرِكُمْ بِالْاَ شْوَاقِ قَالَ لَمَّاسَمَّتْ لَنَا رَجُلاً فَرِقْنَا مِنْهَا اَنْ تَكُوْنَ شَيْطَانَةً قَالَ فَانْطَلَقْنَا سِرَاعًا حَتّٰى دَخَلْنَا الدَّيْرَفَاِذَا فِيْهِ اَعْظَمُ اَنْسَانٍ مَارَاءَ يْنَاهُ قَطُّ خَلْقًا وَاَشَدَّهٗ وِثَاقًا مَجْمُوْعَةٌ يَدَاهُ عَلٰى عُنُقِهٖ مَابَيْنَ رُكْبَتَيْهِ اِلٰى كَعَبَيْهِ بِالْحَدِيْدِ قُلْنَا وَيْلَكَ مَااَنْتَ ؟ قَالَ قَدْ قَدَرْتُمْ عَلٰى خَبَرِيْ فَاَخْبِرُوْنِيْ مَااَنْتُمْ قَالُوْا نَحْنُ اُنَاسٌ مِنَ الْعَرَبِ

رَكِبنَا فِيْ سَفِيْنَةٍ بَحرِيَّةٍ.........فَلَعِبَ بِنَا الْمَوْجُ شَهْرًا فَدَخَلْنَا الْجَزِيْرَةَ فَلَقِيَتْنَا دَابَّةٌ اَهْلَبُ فَقَالَتْ اَنَا الْجَسَّاسَةُ اِعْمَدُوْا اِلىٰ هٰذَا الرَّجُلِ فِى الدَّيْرِ فَاَقْبَلْنَا اِلَيْكَ سِرَاعًا فَقَالَ اَخْبِرُوْنِيْ عَنْ نَخْلِ بَيْسَانَ هَلْ تُثْمِرُ؟ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ اَمَا اَنَّهَا تُوْشِكُ اَنْ لَاتُثْمِرَ قَالَ اَخْبِرُوْنِيْ عَنْ بُحَيْرَةِ الطَّبْرِيَّةِ هَلْ فِيْهَا مَاءٌ؟ قُلْنَا هِيَ كَثِيْرَةُ الْمَاءِ قَالَ اِنَّ مَاءَ هَايُوْشِكُ اَنْ يَّذْهَبَ قَالَ اَخْبِرُوْنِيْ عَنْ عَيْنِ زُغَرَهَلْ فِى الْعَيْنِ مَاءٌ وَهَلْ يَزْرَعُ اَهْلُهَا بِمَاءِ الْعَيْنِ قُلْنَا نَعَمْ هِيَ كَثِيْرَةُ الْمَاءِ وَاَهْلُهَا يَزْرَعُوْنَ مِنْ مَّائِهَا قَالَ اَخْبِرُوْنِيْ عَنْ نَّبِيِّ الْاُمِّيِّيْنَ مَافَعَلَ قُلْنَا قَدْ خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ وَنَزَلَ يَثْرِبَ قَالَ اَقَاتَلَهُ الْعَرَبُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ كَيْفَ صَنَعَ بِهِمْ ؟ فَاَخْبَرْنَاهُ اَنَّهُ قَدْ ظَهَرَ عَلىٰ مَنْ يَّلِيْهِ مِنَ الْعَرَبِ وَاَطَاعُوْهُ قَالَ اَمَا اِنَّ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّهُمْ اَنْ يُّطِيْعُوْهُ وَاِنِّيْ مُخْبِرُكُمْ عَنِّيْ اَنَاالْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ وَاِنِّيْ يُوْشِكُ اَنْ يُّؤْذَنَ لِيْ مِنَ الْخُرُوْجِ فَاَخْرُجُ فَاَسِيْرُ فِى الْاَرْضِ فَلَا اَدَعُ قَرْيَةً اِلَّا هَبَطْتُهَا فِيْ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً غَيْرَ مَكَّةَ وَطَيْبَةَ مُحَرَّمَتَانِ عَلَيَّ كِلْتَا هُمَا كُلَّمَا اَرَدْتُّ اَنْ اَدْخُلَ وَاحِدًامِّنْهُمَا اِسْتَقْبَلَنِيْ مَلَكٌ بِيَدِهِ السَّيْفُ صَلْتًا يَصُدُّنِيْ عَنْهَا وَاِنَّ عَلىٰ كُلِّ نَقْبٍ مَلَائِكَةً يَحْرُسُوْنَهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَطَعَنَ بِمِخْصَرَتِهٖ فِى الْمِنْبَرِهٰذِهٖ طَيْبَةُ هٰذِهٖ طَيْبَةُ هٰذِهٖ طَيْبَةُ يَعْنِيْ مَدِيْنَةَ اَلَاهَلْ كُنْتُ حَدَّثْتُكُمْ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ.........اَلَا اِنَّهُ فِيْ بَحْرِ الشَّامِ اَوْبَحْرِ الْيَمَنِ لَابَلْ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَاهُوَ وَاَوْمَاءَ بِيَدِهٖ اِلَى الْمَشْرِقِ (رواه مسلم ج۲ ص ٤٠٤، ٤٠٥ باب ذكر الدجال)وَرَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ مُخْتَصرًا قَالَ الْحَافِظُ اِبْنُ حَجَرٍ عِنْدَ شَرْحِ حَدِيْثِ جَابِرٍ مِنْ كِتَابِ الْاِعْتِصَامِ وَقَدْتَوَهَّمَ بَعْضُهُمْ اَنَّهُ غَرِيْبٌ فَرْدٌ لَيْسَ كَذَالِكَ فَقَدْ رَوَاهُ مَعَ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ اَبُوْهُرَيْرَةَ كَمَا عِنْدَ اَحْمَدَ وَاَبِيْ يَعْلىٰ وَعَائِشَةُ كَمَا عِنْدَ اَحْمَدَ وَجَابِرٌ كَمَا عِنْدَ اَبِيْ دَاؤُدَ فَتْحُ الْبَارِى وَذَكَرَ اَنَّ الْبُخَارِيَّ اِنَّمَالَمْ يُخَرِّجْهُ لِشِدَّةِ الْتِبَاسِ الْاَمْرِفِيْ ذَالِكَ فَتَنَبَّهْ۔"

﴿فاطمہ بنت قیسؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے اعلان کرنے

والے کو سنا۔ وہ اعلان کر رہا تھا چلو نماز ہونے والی ہے۔ میں نماز کے لئے نکلی اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی۔ آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر منبر پر بیٹھ گئے اور آپ ﷺ کے چہرہ پر اس وقت مسکراہٹ تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہر شخص اپنی اپنی جگہ بیٹھا رہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا جانتے ہو میں نے تم کو کیوں جمع کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی اللہ اور اس کے رسول ہی کو معلوم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا خدا میں نے تم کو نہ تو مال وغیرہ کی تقسیم کے لئے جمع کیا ہے نہ کسی جہاد کی تیاری کے لئے۔ بس صرف اس بات کے لئے جمع کیا ہے کہ تمیم داری پہلے نصرانی تھا۔ وہ آیا ہے اور مسلمان ہو گیا ہے اور مجھ سے ایک قصہ بیان کرتا ہے جس سے تم کو میرے اس بیان کی تصدیق ہو جائے گی جو میں نے کبھی دجال کے متعلق تمہارے سامنے ذکر کیا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ وہ ایک بڑی کشتی پر سوار ہوا جس پر سمندروں میں سفر کیا جاتا ہے اور ان کے ساتھ قبیلہ لخم اور جذام کے تیس آدمی اور تھے۔ سمندر کا طوفان ایک ماہ تک ان کا تماشا بنا تا رہا۔ آخر مغربی جانب ان کو ایک جزیرہ نظر پڑا جس کو دیکھ کر وہ بہت مسرور ہوئے اور چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر اس جزیرہ پر اتر گئے۔ سامنے سے ان کو جانور کی شکل کی ایک چیز نظر پڑی جس کے سارے جسم پر بال ہی بال تھے کہ ان میں اس کے اعضائے مستورہ تک کچھ نظر نہ آتے تھے۔ لوگوں نے اس سے کہا کم بخت تو کیا بلا ہے ؟۔ وہ بولی میں دجال کی جاسوس ہوں۔ چلو اس گرجے میں چلو۔ وہاں ایک شخص ہے جس کو تمہارا بڑا انتظار لگ رہا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ جب اس نے ایک آدمی کا ذکر کیا تو اب ہم کو ڈر لگا کہ کہیں وہ کوئی جن نہ ہو۔ ہم لپک کر گرجے میں پہنچے تو ہم نے ایک بڑا قوی ہیکل شخص دیکھا کہ اس سے قبل ہم نے ویسا کوئی شخص نہیں دیکھا تھا۔ اس کے ہاتھ گردن سے ملا کر اور اس کے پیر گھٹنوں سے لے کر ٹخنوں تک لوہے کی زنجیروں سے نہایت مضبوطی سے جکڑے ہوئے تھے۔ ہم نے اس سے کہا تیرا ناس ہو تو کون ہے ؟۔ وہ بولا تم کو تو میرا پتہ کچھ نہ کچھ لگ ہی گیا۔ اب تم بتاؤ تم کون لوگ ہو۔ انہوں نے کہا ہم عرب کے باشندے ہیں۔ ہم ایک بڑی کشتی میں سفر کر رہے تھے۔ سمندر میں طوفان آیا اور ایک ماہ تک رہا۔ اس کے بعد ہم اس جزیرہ میں آئے تو یہاں ہمیں ایک جانور نظر پڑا جس کے تمام جسم پر بال ہی بال تھے۔ اس نے کہا میں جساسہ

(جاسوس، خبر رساں) ہوں۔ چلو اس شخص کی طرف چلو جو اس گرجے میں ہے۔ اس لئے ہم جلدی جلدی تیرے پاس آگئے۔ اس نے کہا مجھے یہ بتاؤ کہ بیسان (شام میں ایک بستی کا نام ہے) کی کھجوروں میں پھل آتا ہے یا نہیں۔ ہم نے کہا ہاں آتا ہے۔ اس نے کہا وہ وقت قریب ہے جب اس میں پھل نہ آئیں۔ پھر اس نے پوچھا اچھا بحیرہ طبریہ کے متعلق بتاؤ اس میں پانی ہے یا نہیں۔ ہم نے کہا بہت ہے۔ اس نے کہا وہ زمانہ قریب ہے جبکہ اس میں پانی نہ رہے گا۔ پھر اس نے پوچھا زغر (شام میں ایک بستی) کے چشمہ کے متعلق بتاؤ اس میں پانی ہے یا نہیں اور اس بستی والے اپنی کھیتوں کو اس کا پانی دیتے ہیں یا نہیں۔ ہم نے کہا اس میں بھی بہت پانی ہے اور بستی والے اسی کے پانی سے کھیتوں کو سیراب کرتے ہیں۔ پھر اس نے کہا اچھا" نبی الامیین "کا کچھ حال سناؤ۔ ہم نے کہا وہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے آئے ہیں۔ اس نے پوچھا کیا عرب کے لوگوں نے ان کے ساتھ جنگ کی ہے۔ ہم نے کہا ہاں۔ اس نے پوچھا اچھا پھر کیا نتیجہ رہا؟ ہم نے بتایا کہ وہ اپنے گردونواح پر تو غالب آچکے ہیں اور لوگ ان کی اطاعت قبول کر چکے ہیں۔ اس نے کہا سن لو ان کے حق میں یہی بہتر تھا کہ ان کی اطاعت کر لیں اور اب میں تم کو اپنے متعلق بتاتا ہوں۔ میں مسیح دجال ہوں اور وہ وقت قریب ہے جبکہ مجھ کو یہاں سے باہر نکلنے کی اجازت مل جائے گی۔ میں باہر نکل کر تمام زمین پر گھوم جاؤں گا اور چالیس دن کے اندر اندر کوئی بستی ایسی نہ رہ جائے گی جس میں میں داخل نہ ہوں۔ بجز مکہ اور طیبہ کے "کہ ان دونوں مقامات میں میرا داخلہ ممنوع ہے۔ جب میں ان دونوں میں سے کسی بستی میں داخل ہونے کا ارادہ کروں گا اس وقت ایک فرشتہ ہاتھ میں ننگی تلوار لئے سامنے سے آکر مجھ کو داخل ہونے سے روک دے گا اور ان مقامات (مقدسہ) کے جتنے راستے ہیں۔ ان سب پر فرشتے ہوں گے کہ وہ ان کی حفاظت کر رہے ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی لکڑی منبر پر مار کر فرمایا کہ وہ طیبہ یہی مدینہ ہے یہ جملہ تین بار فرمایا۔ دیکھو کیا یہی بات میں نے تم سے بیان نہیں کی تھی۔ لوگوں نے کہا جی ہاں! آپ نے بیان فرمائی تھی۔ اس کے بعد فرمایا! دیکھو وہ بحر شام یا بحر یمن (راوی کو شک ہے) بلکہ مشرق کی جانب ہے اور اسی طرف ہاتھ سے ارشاد فرمایا۔ ؎

امام قرطبی نے اپنی مشہور کتاب التذکرہ میں لکھا ہے کہ دجال کی بابت جن سوالات کے تفصیلی جوابات حدیث میں آچکے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ اس کی حقیقت سبب خروج، محل خروج، وقت خروج، شکل وصورت، ساحرانہ کرشمے اس کا دعوٰی اس کے قاتل اور وقت قتل کی تعیین اور یہ بحث بھی کہ وہ ابن صیاد ہے یا کوئی اور۔ اس بحث سے اس مسئلہ کا فیصلہ بھی ہو جاتا ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے عہد میں موجود تھا یا نہیں۔ (دیکھو فتح الباری)

ابن صیّاد واسمه وحلیته وحلیة ابیه ومافیه من صفاته الغریبة

(۱۰)............ "وَعَنْ أَبِیْ بَکْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَمْکُثُ أَبُوالدَّجَّالِ وأُمُّہٗ ثَلٰثِیْنَ عَامًا لَایُوْلَدُ لَھُمَا وَلَدٌ ثُمَّ یُوْلَدُ لَھُمَا غُلَامٌ أَعْوَرُ أَضْرَسُ وَأَقَلُّہٗ مَنْفَعَةً تَنَامُ عَیْنَاہُ وَلَا یَنَامُ قَلْبُہٗ ثُمَّ نَعَتَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ أَبَوَیْہِ فَقَالَ أَبُوْہُ طِوَالٌ ضَرْبُ اللَّحْمِ کَأَنَّ أَنْفَہٗ مِنْقَارٌ وَأُمُّہٗ إِمْرَأَةٌ فَرْضَاخِیَّةٌ طَوِیْلَةُ الثَّدْیَیْنِ فَقَالَ أَبُوْبَکْرَةَ فَسَمِعْنَا بِمَوْلُوْدٍ فِی الْیَھُوْدِ بِالْمَدِیْنَةِ فَذَھَبْتُ أَنَا وَالزُّبَیْرُبْنُ الْعَوَّامِ حَتّٰی دَخَلْنَا عَلٰی أَبَوَیْہِ فَإِذَا نَعْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فِیْھِمَا فَقُلْنَا ھَلْ لَکُمَا وَلَدٌ فَقَالَا مَکَثْنَا ثَلٰثِیْنَ عَامًا لَا یُوْلَدُلَنَا وَلَدٌ ثُمَّ وُلِدَلَنَا غُلَامٌ أَعْوَرُ أَضْرَسُ وَأَقَلُّہٗ مَنْفَعَةً تَنَامُ عَیْنَاہُ وَلَا یَنَامُ قَلْبُہٗ قَالَ فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِھِمَا فَإِذَاھُوَ مُنْجَدِلٌ فِی الشَّمْسِ فِی قَطِیْفَةٍ وَلَہٗ ھَمْھَمَةٌ فَکَشَفَ عَنْ رَأْسِہٖ فَقَالَ مَاقُلْتُمَا؟ قُلْنَا وَھَلْ سَمِعْتَ مَاقُلْنَا؟ قَالَ نَعَمْ تَنَامُ عَیْنَایَ وَلَایَنَامُ قَلْبِیْ. رواہ ترمذی ج۲ ص ۵۰ باب ماجاء فی ذکر ابن صیاد"

ابن صیاد کا نام اس کا اور اس کے باپ کا حلیہ اور اس کی عجیب وغریب صفات کا بیان

﴿ابو بکرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دجال کے ماں باپ کے گھر

تیس سال تک کوئی بچہ پیدا نہ ہو گا پھر ایک لڑکا پیدا ہو گا جس کی ایک آنکھ خراب ایک دانت باہر نکلا ہوا ہو گا وہ بالکل نکما ہو گا۔ سوتے میں اگر چہ اس کی آنکھیں بند ہوں گی مگر اس کا دل ہوشیار رہے گا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس کے ماں باپ کا نقشہ بیان فرمایا کہ اس کا باپ لانبا، چھریرے جسم والا، چونچ کی طرح اس کی ناک ہو گی۔ اس کی ماں کے دونوں پستان بڑے بڑے لٹکے ہوئے۔ ابو بکرہؓ کہتے ہیں کہ ہم نے مدینہ میں یہود کے گھر اسی قسم کے ایک لڑکے کی پیدائش سنی تو میں اور زبیر بن عوام اس کے دیکھنے کے لئے گئے۔ جب اس کے ماں باپ کے پاس پہنچے دیکھا تو وہ ٹھیک اسی صورت کے تھے جو رسول اللہ ﷺ نے ان کی صورت بیان فرمائی تھی۔ ہم نے پوچھا تمہارے کوئی بچہ ہے ؟۔ انہوں نے کہا تیس سال تک تو ہمارے کوئی بچہ نہیں تھا اس کے بعد اب ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جس کی ایک آنکھ خراب ہے۔ اس کا ایک دانت باہر نکلا ہوا ہے۔ وہ بالکل نکما ہے۔ اس کی آنکھیں سوتی ہیں مگر اس کا دل خبردار رہتا ہے۔ ہم جو ان کے گھر سے باہر نکلے کیا دیکھتے ہیں کہ وہ دھوپ میں اپنی چادر میں لپٹا ہوا کچھ گنگنا رہا ہے۔ اس نے اپنا سر کھول کر کہا۔ تم کیا باتیں کر رہے تھے ؟۔ ہم نے کہا کیا تو نے ہماری باتیں سن لیں۔ وہ بولا ہاں! میری آنکھیں ہی سوتی ہیں۔ ورنہ میرا دل جاگتا رہتا ہے۔ ﴾

جزری کہتے ہیں کہ روایت مذکورہ میں لفظ اضرس کاتب کی تصحیف ہے۔ اصل میں "اضر شی" ہے جیسا کہ ترمذی کی روایت میں موجود ہے۔ اس بناء پر اس کا ترجمہ یہ ہو گا کہ وہ سر تاپا مضرت ہی مضرت اور نقصان ہی نقصان ہے۔ احقر کا خیال ہے کہ "ضرس" لغت میں اگرچہ ڈاڑھ کو کہتے ہیں مگر توسعاً اس سے کیلہ یعنی کنارے کا لمبا نوکیلا دانت مراد ہو سکتا ہے اور اضرس کا ترجمہ لمبے کیلے والا ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ آئندہ روایت میں لفظ "طالعة نابه" موجود ہے۔ اس کا ترجمہ بھی یہی ہے کہ اس کا ایک کیلہ باہر کی جانب نکلا ہوا ہو گا۔ اس بنا پر تصحیف کہنے کی ضرورت نہ ہو گی۔

ابن صیاد کی صفات میں ایک صفت یہ بھی ہے کہ " تنام عيناه "ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ دل کی بیداری محمود صفت بھی ہے اور مذموم بھی جس کا علاقہ عالم ملکوت سے قائم ہوتا ہے وہ تو اس بیداری کی وجہ سے عالم علوی یعنی عالم ملکوت سے وابستہ رہتا ہے اور جس کا علاقہ

شیاطین اور جنوں کے ساتھ ہوتا ہے وہ عالم سفلی یعنی عالم شیاطین سے وابستہ رہتا ہے اور اس طرح مرکز ہدایت اور مرکز ضلالت دونوں کو اپنے اپنے عالموں سے مدد پہنچتی رہتی ہے :"

کلا نمد هؤلاء وهولاء من عطاء ربك ۰ وما كان عطاء ربك محذورا ۰ "

روایت مذکورہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے دجال اور اس کے ماں باپ کا نقشہ اور حلیہ بھی بیان فرمادیا تھا اور چونکہ وہ ابن صیاد اور اس کے ماں باپ میں بھی موجود تھا اس لئے ابن صیاد کا معاملہ شروع میں باعث تحیر بن گیا تھا کہ کہیں یہ وہی دجال تو نہیں کیونکہ جلد اول کی ختم نبوت کی بحث میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ آپ ﷺ نے دجال اکبر کے علاوہ تیس سے ستر دجالوں تک کی اور خبر دی ہے جو اسی امت میں پیدا ہوں گے اور دعویٰ نبوت کریں گے۔ بہر حال چونکہ اس بچہ میں دجال کا اور اس کے ماں باپ میں دجال کے ماں باپ کا اکثر نقشہ موجود تھا۔ اس لئے اس کے دجال ہونے میں خائف قلوب کو تردد پیدا ہو جانا ایک بالکل فطری اور معقول بات تھی۔

(۱۱)........."عَنْ نَافِعٍ قَالَ لَقِيَ ابْنُ عُمَرَ ابْنَ صَيَّادٍ فِيْ بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهُ قَوْلاً اَغْضَبَهُ فَانْتَفَخَ حَتّٰى مَلأَ السِّكَّةَ فَدَخَلَ ابْنُ عُمَرَ عَلٰى حَفْصَةَ وَقَدْ بَلَغَهَا فَقَالَتْ لَهُ رَحِمَكَ اللّٰهُ مَااَرَدْتَ مِنْ اِبْنِ صَيَّادٍ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّمَا يَخْرُجُ مِنْ غَضْبَةٍ يَغْضِبُهَا ۰ مسلم ج۲ ص۳۹۹ باب ذکر ابن صیاد"

﴿نافعؒ ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ مدینہ کی کسی گلی میں ابن عمرؓ کی ابن صیاد سے مڈھ بھیڑ ہو گئی تو انہوں نے اسے کوئی ایسی بات کہہ دی جس سے اسے غصہ آگیا تو وہ پھولنے لگا اور ایسا پھولا کہ ساری گلی اس سے بھر گئی۔ اس کے بعد ابن عمرؓ اپنی ہمشیرہ حضرت سیدہ حفصہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کو کہیں یہ قصہ پہلے ہی پہنچ چکا تھا۔ انہوں نے فرمایا! اے ابن عمرؓ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے تم نے اسے فضول چھیڑا تمہارا کیا مطلب تھا؟۔ کیا تم کو یہ بات معلوم نہیں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ دجال جب نکلے گا تو کسی بات پر غضبناک ہونے کی وجہ سے ہی نکلے گا۔﴾

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن صیاد میں بعض باتیں غیر معمولی بھی تھیں۔ مثلاً پھول کر کپہ ہونا تو ایک مجاز اور اردو کا محاورہ ہے مگر حقیقتاً وہ اس طرح پھول جاتا تھا کہ ساری گلی اس سے بھر جائے۔ یہ جنات کے خواص میں سے ہے اس کے بعد ابن عمرؓ کی جو گفتگو حضرت حفصہؓ سے ہوئی اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اگر دجال یہی ابن صیاد ہے تو بھی اس کے خروج کا وقت یہ نہیں ہے۔ اب یہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ یہی ابن صیاد کن کن حالات سے گزرے گا اور پھر اپنے وقت مقرر پر ان فتنہ سامانیوں کے ساتھ ظاہر ہوگا جو احادیث میں مذکور ہیں۔

(۱۲)........."عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَاأَشُكُّ لَنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ ابْنُ صَيَّادٍ. رواه داؤدج۲ص۱۳۶باب فی خبر ابن صیاد' والبیهقی فی کتاب البعث والنشور"

﴿نافعؒ روایت کرتے ہیں کہ ابن عمرؓ قسم کھا کر کہا کرتے تھے کہ مجھ کو اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ مسیح دجال وہ ابن صیاد ہی ہے۔﴾

مذکورہ بالا حالات کی بناء پر ابن عمرؓ کا ایسا یقین کر لینا کچھ بعید نہیں ہے مگر ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اتنی بات سے بقیہ تفصیلات پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ابن صیاد کا دجال ہونا پھر اپنے وقت پر اس کا ظاہر ہونا بہت آسان ہے اور یہ مختلف نقول اور آئندہ بھی جو آپ کے سامنے پیش ہوں گی۔ ان کا ابہام اس کے فتنہ در فتنہ ہونے کا سبب بن گئی ہیں۔

(۱۳)........."عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَدْ فَقَدْنَا ابْنَ صَيَّادٍ يَوْمَ الْحَرَّةِ. رواه ابوداؤد ج۲ص۱۳۶ باب فی خبر ابن صیاد"

﴿جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب جنگ حرہ ہوئی تھی اس دن کے بعد سے ہم کو ابن صیاد کا پتہ ہی نہیں چلا کہ وہ چلا کہاں گیا؟۔﴾

ابن صیاد کے حالات زندگی جتنے گوناگوں اختلافات اور ابہام میں پڑے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اتنے ہی اس کے حالات سے گم گشتگی بھی ہے حتیٰ کہ کوئی تو اس کا گم ہونا نقل کرتا ہے اور کوئی اس کی موت بھی بیان کرتا ہے۔ بہر حال یہ تمام بیانات آپ ﷺ کے بعد ہی کے

ہیں۔ ان تمام اختلافات کو بھی آپ ﷺ کے سر کیسے لگایا جا سکتا ہے ؟۔ آنحضرت ﷺ کی جانب سے اس کے بارہ میں ابتدائی تردد کے جو اسباب تھے اس کی حقیقت پہلے بیان ہو چکی ہے۔ اس کے بعد پھر جو آخری بات ہے وہ آئندہ حدیث میں آرہی ہے۔

(۱۴)......... "وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ ںالْخُدْرِیِّ قَالَ صَحِبْتُ ابْنَ صَیَّادٍ اِلیٰ مَکَّۃَ فَقَالَ لِیْ مَالَقِیْتُ مِنَ النَّاسِ یَزْعُمُوْنَ اَنِّی الدَّجَّالُ اَلَسْتَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ اِنَّہٗ لاَیُوْلَدُلَہٗ وَقَدْ وُلِدَلِیْ اَلَیْسَ قَدْ قَالَ ھُوَ کَافِرٌ وَاَنَامُسْلِمٌ اَوَلَیْسَ قَدْ قَالَ لاَیَدْخُلُ الْمَدِیْنَۃَ وَلاَ مَکَّۃَ وَقَدْ اَقْبَلْتُ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ وَاَنَا اُرِیْدُ مَکَّۃَ ثُمَّ قَالَ لِیْ فِیْ اٰخِرِ قَوْلِہٖ اَمَا وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ مَوْلِدَہٗ وَمَکَانَہٗ وَاَیْنَ ھُوَ وَاَعْرِفُ اَبَاہُ وَاُمَّہٗ قَالَ فَلَبَّسَنِیْ قَالَ قُلْتُ لَہٗ تَبًّالَکَ سَائِرَ الْیَوْمِ قَالَ وَقِیْلَ لَہٗ اَیَسُرُّکَ اَنَّکَ ذَاکَ الرَّجُلُ فَقَالَ لَوْ عُرِضَ عَلَیَّ مَاکَرِھْتُ۔ مسلم ج۲ص۳۹۷ باب ذکر ابن صیاد"

﴿ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مکہ کے سفر میں میرا اور ابن صیاد کا ساتھ ہو گیا۔ تو وہ مجھ سے کہنے لگا لوگوں سے مجھ کو کتنی تکلیف پہنچ رہی ہے۔ میرے متعلق یہ گمان رکھتے ہیں کہ وہ دجال میں ہوں۔ کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے نہیں سنا کہ اس کے اولاد نہ ہو گی اور میرے تو اولاد ہے۔ کیا آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ کافر ہو گا اور میں تو مسلمان ہوں۔ کیا آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ نہ مدینہ میں داخل ہو سکے گا نہ مکہ میں اور دیکھو میں مدینہ سے تو آہی رہا ہوں اور اب مکہ مکرمہ جا رہا ہوں۔ یہ سب کچھ کہہ سن کر آخر میں کہنے لگا۔ خدا کی قسم! البتہ میں جانتا ہوں کہ وہ (دجال) کہاں پیدا ہوا؟ اور اب وہ کہاں ہے ؟۔ میں اس کے ماں باپ کو بھی خوب پہچانتا ہوں۔ ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ یہ دورخی باتیں بنا کر اس نے مجھ کو شبہ میں ڈال دیا۔ میں نے اس سے کہا خدا تجھے ہلاک کرے۔ پھر کسی نے اس سے کہا کہ اگر وہ دجال تو ہی ہو تو کیا یہ بات تجھے پسند ہو گی۔ اس پر وہ بولا اگر مجھ کو دجال بنا دیا جائے تو مجھے کچھ برا بھی نہیں معلوم ہو گا۔﴾

ابن صیاد کے یہ عجیب حالات سب حدیثوں سے ثابت ہیں اور ان سب سے ابہام

کے سوا کوئی صاف نتیجہ بر آمد نہیں ہو تا حتیٰ کہ اس نے خود جو بیان اپنی صفائی کے لئے پیش کیا تھا اس کو پھر خود ہی اپنی آخر گفتگو سے مبہم بنادیا۔ حتیٰ کہ ابو سعیدؓ کے دل میں اس کی طرف سے اس کی پہلی تقریر سے جو قدرے اطمینان پیدا ہو گیا تھا وہ پھر جاتا رہا۔ پس جبکہ اس کی ذات اور اس کے اقوال میں خود اس درجہ ابہام کے سامان موجود ہیں کہ اس کی موجودگی میں بھی اس کی طرف سے اطمینان حاصل ہونا مشکل مسئلہ بن رہا ہے۔ تو بعد میں اگر روایات کے اختلافات سے اس ابہام کو کچھ اور مدد مل گئی ہو تو اندازہ فرمالیجئے کہ اب اس کا معاملہ کتنا پیچیدہ ہو جانا چاہئے۔ انسان کے سامنے جزم و یقین کی حالت میں بھی جب کوئی خوفناک منظر آجاتا ہے تو اس کی فطرت غیر اختیاری طور پر ہراساں ہونے لگتی ہے۔

دیکھئے قیامت کا آنا جتنی یقینی بات ہے۔ اتنی ہی یقینی یہ بات بھی ہے کہ قیامت حضور ﷺ کی حیات میں نہیں آئے گی۔ لیکن اس کے باوجود جب دنیا کے معمول کے مطابق سورج کو گہن لگتا تو آنحضرت ﷺ کی آنکھوں کے سامنے قیامت کا نقشہ گھومنے لگتا تھا۔ اسی طرح جب آسمان پر سیاہ بادل منڈلاتے نظر آتے تو آپ ﷺ کے سامنے قوموں کی ہلاکت کا سماں بندھ جاتا اور آپ ﷺ پر کرب و بے چینی کا یہ عالم اس وقت تک برابر رہتا جب تک کہ بارش ہو کر بادل صاف نہ ہو جاتے۔ پس خوف کے مقامات میں جو غیر اختیاری تردد لاحق ہونا انسانی فطرت ہے۔ اس کو جزم و یقین کے خلاف سمجھنا خود بڑی نافہمی ہے۔ اسی طرح ابن صیاد کے حالات تھے۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ اس کے حالات دجال اکبر سے کتنے ملتے جلتے تھے۔ اس لئے اگر اس کے معاملہ میں آپ ﷺ سے ابتداً غیر اختیاری تردد کے جو الفاظ منقول ہیں۔ ان کی حقیقت اس سے زیادہ نہیں سمجھنا چاہئے جو ابھی ہم نے آپ سے بیان کی ہے۔ یہاں جن کو ابھی تک یہ تمام حقائق رام کہانیاں معلوم ہوتی ہیں جن کو خسوف شمس جیسے معمولی تغیر سے قیامت اور بادلوں کی آمد سے عذاب کا خطرہ بھی لاحق نہیں ہو سکتا۔ وہ ان حقائق کا نام تاویلات ہی رکھیں گے۔ ان کو کیا اندازہ ہو سکتا ہے کہ دجالی فتنہ کتنا عظیم فتنہ ہو گا اور ابن صیاد کے عجیب و غریب حالات کتنے تردد اور کتنے غور و فکر کا سامان بن سکتے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جب دل میں ایمان ہی کمزور ہو تو ہر موقعہ پر عقائد کا پلہ اسی جانب جھکنے لگتا ہے جو دین

سے بعید تر ہوتی ہے: "وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَالَهٗ مِنْ نُّوْرٍ"

(۱۵)........."وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْيَهُوْدِ بِالْمَدِيْنَةِ وَلَدَتْ غُلاَمًا مَمْسُوْحَةً عَيْنُهٗ طَالِعَةً نَابُهٗ فَاَشْفَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ يَّكُوْنَ الدَّجَّالَ فَوَجَدَهٗ تَحْتَ قَطِيْفَةٍ يُهَمْهِمُ فَاٰذَنَتْهُ اُمُّهٗ فَقَالَتْ يَاعَبْدَاللّٰهِ هٰذَا اَبُوالْقَاسِمِ فَخَرَجَ مِنَ الْقَطِيْفَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَالَهَا قَاتَلَهَا اللّٰهُ لَوْتَرَكَتْهُ لَبَيَّنَ فَذَكَرَ مِثْلَ مَعْنٰى حَدِيْثِ عُمَرَ فَقَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ اِئْذَنْ لِّيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَقْتُلُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنْ يَّكُنْ هُوَ فَلَسْتَ صَاحِبَهٗ اِنَّمَا صَاحِبُهٗ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَاِنْ لاَّيَكُنْ هُوَ فَلَيْسَ لَكَ اَنْ تَقْتُلَ رَجُلاً مِنْ اَهْلِ الْعَهْدِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مُشْفِقًا اَنَّهٗ هُوَ الدَّجَّالُ۔ رواه فی شرح السنة"

﴾جابرؓ کہتے ہیں کہ مدینہ میں ایک یہودی عورت کے لڑکا پیدا ہوا جس کی ایک آنکھ صاف تھی اور جس کا کیلہ باہر کو نکلا ہوا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خطرہ ہوا کہ کہیں یہ وہی دجال نہ ہو۔ پھر ایسا ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایک چادر میں لپٹا ہوا دیکھا کہ اس میں پڑا کچھ گنگنا رہا تھا۔ اس کی ماں نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر) اس کو خبردار کر دیا کہ اے عبداللہ! دیکھو یہ ابوالقاسم آگئے ہیں۔ پس وہ اپنی چادر سے باہر نکل آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ اس کا ناس کرے۔ اگر یہ اس کو اطلاع نہ دیتی تو یہ اپنا معاملہ خود ہی بیان کر دیتا۔ پھر راوی نے حضرت عمرؓ والی حدیث کا قصہ بیان کیا کہ حضرت عمرؓ نے عرض کی یارسول اللہ! مجھ کو اجازت دیجئے میں اس کو قتل کر دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اگر یہ وہی دجال ہے تو تم اس کے قاتل نہیں ہو۔ اس کو تو عیسیٰ بن مریم علیہما السلام قتل کریں گے اور اگر یہ وہ نہیں تو ایسے بچہ کا قتل کرنا خیر کی بات نہیں جو ہمارے عہد میں داخل ہے۔ (یعنی ہماری ذمی رعایا ہے۔) اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے متعلق یہ خطرہ لگا ہی رہا کہ کہیں وہ دجال اکبر نہ ہو۔﴿

دجال کا فتنہ چونکہ اپنی نوعیت میں سب سے بڑا فتنہ تھا۔ اس لئے قدرتی لحاظ سے اس میں راویوں کے بیان سے ایک ابہام یہ اور پیدا ہو گیا ہے کہ وہ ابن صیاد تھا یا کوئی دوسرا

شخص۔ اس کو براہ راست آنخضرت ﷺ کی طرف منسوب کرنا صحیح نہیں۔ احادیث سے بعض دوسرے مقامات میں بھی ہم کو اس کی نظیر ملتی ہے۔ مثلاً شب قدر، ساعت محمودہ، صلوٰۃ وسطیٰ وغیرہ ان سب کے بارہ میں وثوق کے ساتھ تعین کا کوئی دعویٰ نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ان امور میں خود آنخضرت ﷺ کے علم میں بھی ابہام موجود تھا۔ بلکہ آپ ﷺ نے تو ان کو بیان فرمایا تھا پھر کسی وجہ سے راویوں کے بیان میں اختلاف ہوا اور اس طرح آخر امت کیلئے اصل معاملہ تکویناً مبہم بن گیا۔ اب جو جدوجہد کرنے والے افراد تھے انہوں نے شب قدر، ساعت محمودہ اور صلوۃ وسطیٰ کی تلاش میں اپنی مساعی تیز کر دیں اور جو جو بھی ان کا مصداق بن سکتا تھا۔ کسی تحقیق اور تفصیل کے بغیر ان سب مبہم ساعات میں وہی کوشش صرف کر ڈالی جو کسی ایک ساعت کے معین ہونے کی صورت میں کی جا سکتی تھی اور اس طرح یہ تکوینی ابہام ان کے حق میں ایک رحمت بن گیا۔ اسی طرح ابن صیاد کا معاملہ بھی روایات کے اختلافات کی وجہ سے گو مبہم رہا مگر یہ ابہام بھی سعید طبائع کے لئے رحمت بن گیا کیونکہ اس ابہام کا ثمرہ اس سے زیادہ اور کیا ہے کہ وہ دجال اکبر تھا یا نہیں۔ اس سے زیادہ اس ابہام کا دیگر تفصیلات پر کوئی اثر نہیں ہے۔ پس اگر ہم کو معین طور پر یہ معلوم نہیں ہو سکا تو اس کا اقتضا یہی ہے کہ اب ہم کو اور زیادہ احتیاط لازم ہو گئی۔ دیکھئے اگر اس روایت کی بناء پر ابن صیاد ہی دجال اکبر ہو تو اسی روایت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس کا اثر بقیہ تفصیلات پر اور کچھ نہیں ہے۔ چنانچہ جب حضرت عمرؓ نے اس کے قتل کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے صاف فرمادیا کہ دجال اکبر کے قاتل ازل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقرر ہو چکے ہیں اور جب یہ ہے تو نہ اللہ تعالیٰ کا علم بدل سکتا ہے اور نہ تم اس کو قتل کر سکتے ہو۔ لہذا اس ابہام کو لے کر بقیہ سارے معاملات کو مبہم بنا ڈالنا کج فہمی اور کج روی کے سوا کچھ نہیں۔ اس حدیث کے بقیہ مباحث کی تفصیل تقدیر کے باب میں گزر چکی ہے۔ آخر میں اتنا اور لکھ دینا کافی ہے کہ بہت سے امور مفزعہ کے پیش آنے پر آپ ﷺ کے چہرہ پر تردد اور خوف کا نمودار ہو جانا یہ کسی یقین کے مزاحم نہیں کہا جا سکتا۔ نہ ان کو کسی تردد کا باعث قرار دیا جا سکتا ہے۔ (جیسا کہ آئندہ آنے والا ہے۔)

آپ ﷺ کا وجود پاک جو عالم کے لئے رحمت ہی رحمت تھا۔ اس کے موجود ہوتے ہوئے قیامت کا قائم ہو جانا کیسے ممکن تھا: " وما كان الله ليعذبهم وانت فيهم . " لہذا اگر کوئی شخص صرف ان احادیث کو اٹھا کر قیامت کا انکار کر ڈالے یا اس کے وقوع کے تردد میں پڑ جائے تو یہ اس کی نافہمی اور قصور فہم کا سبب ہے۔ اس کو حدیثوں کے سر رکھ دینا امور بدیہیہ سے ناواقفی ہے۔ اسی طرح احادیث فتن میں اس قسم کے ابہامات پیش آ گئے ہیں کہ اپنی اپنی فہم کے مطابق علماء نے ان کی تعیین میں کسی قدر عجلت سے کام لیا ہے۔ حالانکہ جب نہ حدیث میں ان کے ظہور کا وقت متعین ہے اور نہ ان کی تعیین مذکور ہے تو پھر اپنی جانب سے اس کی تعیین میں عجلت بازی سے کام لے کر اس کو حدیث کی طرف منسوب کر ڈالنا خلاف واقع ہے۔

(۱۶)............ " عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اِنْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَأْتِيَانِ النَّخْلَ الَّذِيْ فِيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ حَتّٰى اِذَا دَخَلَ النَّخْلَ طَفِقَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَّقِيْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ وَهُوَ يَخْتِلُ اَنْ يَّسْمَعَ مِنَ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ اَنْ يَرَاهُ وَابْنُ صَيَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلٰى فِرَاشِهٖ فِيْ قَطِيْفَةٍ لَهٗ فِيْهَا رَمْزَمَةٌ فَرَأَتْ اُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَتَّقِيْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ اي صاف وَهُوَاسْمُهٗ فَثَارَ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْتَرَكَتْهُ بَيَّنَ وَقَالَ سَالِمٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فِي النَّاسِ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنِّيْ اُنْذِرُكُمُوْهُ وَمَامِنْ نَبِيٍّ اِلاَّ وَقَدْ اَنْذَرَهٗ قَوْمَهٗ لَقَدْ اَنْذَرَهٗ نُوْحٌ قَوْمَهٗ وَلٰكِنْ سَاَقُوْلُ لَكُمْ فِيْهِ قَوْلاً لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهٖ تَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ اَعْوَرُوَاِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِاَعْوَرَ. رواه البخاری ص۴۲۹، ۴۳۰ ج۱، باب كيف يعرض الاسلام الصبی كتاب الجهاد "

ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھ ابی بن کعبؓ اس باغ کی طرف چلے جس میں ابن صیاد رہتا تھا۔ جب آپؐ باغ کے اندر تشریف لائے تو آپؐ کھجور کے درختوں کی آڑ میں چھپ چھپ کر یہ تدبیر کر رہے تھے کہ ابن صیاد کے دیکھنے سے

پہلے آپؐ اس کی کوئی بات سن لیں۔ ادھر ابن صیاد اپنے بچھونے پر ایک چادر میں لپٹا ہوا اندر اندر کچھ گنگنا رہا تھا۔ اس کی ماں نے آپ کو دیکھ پایا کہ آپؐ درخت کے تنوں کی آڑ لے رہے ہیں تو فوراً اس نے کہا۔ او صاف! (یہ اس کا نام تھا) ہوشیار۔ بس یہ سن کر ابن صیاد فوراً کھڑا ہو گیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اگر اس کی ماں اس کو ہوشیار نہ کرتی تو یہ صاف بات کہہ گزرتا۔ سالمؒ کہتے ہیں کہ ابن عمرؓ نے فرمایا اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے لوگوں میں خطبہ دیا اور خدا کی شان کے مناسب حمد و ثنا کی۔ اس کے بعد دجال کا ذکر کیا اور فرمایا میں تم کو اس کے فتنے سے اسی طرح ڈراتا ہوں جیسا کہ حضرت نوح علیہ اسلام نے اپنی قوم کو ڈرایا ہے اور کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اس سے اپنی قوم کو نہ ڈرایا ہو۔ لیکن ایک بات میں تم کو ایسی صاف بتاتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم سے نہیں کہی۔ وہ یہ کہ تم جان چکے ہو کہ وہ کانا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہر عیب سے بری ہے۔ وہ کانا نہیں ہو سکتا۔﴾

(۱۷)........."عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَيْتِيْ فَذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ ثلاث سِنِيْنَ سَنَةٌ تُمْسِكُ السَّمَاءُ فِيْهَا ثُلُثَ قَطْرِهَا وَالْاَرْضُ ثُلُثَ نَبَاتِهَا وَالثَّانِيَةُ تُمْسِكُ السَّمَاءُ ثُلُثَيْ قَطْرِهَا وَالْاَرْضُ ثُلُثَيْ نَبَاتِهَا وَالثَّالِثَةُ تُمْسِكُ السَّمَاءُ قَطْرَهَا كُلَّهٗ وَالْاَرْضُ نَبَاتَهَا كُلَّهٗ فَلاَ يَبْقٰى ذَاتُ ضِرْسٍ وَّلاَذَاتُ ظِلْفٍ مِنَ الْبَهَائِمِ اِلاَّهَلَكَ وَاِنَّ اَشَدَّ فِتْنَتِهٖ اَنَّ يَأْتِي الْاَعْرَابِيَّ فَيَقُوْلُ اَرَأَيْتَ اِنْ اَحْيَيْتُ لَكَ اِبِلَكَ اَلَسْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ رَبُّكَ قَالَ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيُمَثِّلُ لَهُ الشَّيْطَانُ نَحْوَ اِبِلِهٖ كَاَحْسَنِ مَاتَكُوْنُ ضُرُوْعًا وَاَعْظَمِهٖ اَسْنِمَةً قَالَ وَيَأْتِي الرَّجُلَ قَدْمَاتَ اَخُوْهُ وَمَاتَ اَبُوْهُ فَيَقُوْلُ اَرَأَيْتَ اِنْ اَحْيَيْتُ لَكَ اَبَاكَ وَاَحْيَيْتُ لَكَ اَخَاكَ اَلَسْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ رَبُّكَ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيُمَثِّلُ لَهُ الشَّيْطَانُ نَحْوَاَبِيْهِ وَنَحْوَاَخِيْهِ قَالَتْ ثُمَّ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِحَاجَتِهٖ ثُمَّ رَجَعَ قَالَتْ وَالْقَوْمُ فِيْ اِهْتِمَامٍ وَغَمٍّ مِمَّا حَدَّثَهُمْ بِهٖ قَالَتْ فَاَخَذَ بِلُحْمَتَى الْبَابِ فَقَالَ مَهْيَمْ اَسْمَاءُ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ خَلَعْتَ اَفْئِدَتُنَا بِذِكْرِالدَّجَّالِ قَالَ اِنْ يَخْرُجْ وَاَنَا حَيٌّ فَاَنَا حَجِيْجُهٗ وَاِلاَّ فَاِنَّ رَبِّيْ خَلِيْفَتِيْ عَلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ

قَالَتْ اَسْمَاءَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّاوَاللّٰهِ لَنَعْجِنُ عَجِيْنَنَا فَمَا نُخْبِزُهٗ حَتّٰى نَجُوْعَ فَكَيْفَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَئِذٍ قَالَ يُجْزِئُهُمْ مَايُجْزِئُ اَهْلَ السَّمَاءِ مِنَ التَّسْبِيْحِ وَالتَّقْدِيْسِ ۰ رواہ احمد ص ٤٥٥' ٤٥٦ج ٦'ابوداؤد والطیالسی''

﴿اسماء بنت یزیدؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے دجال کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ اس کے ظہور سے پہلے تین قحط پڑیں گے۔ ایک سال آسمان کی ایک تہائی بارش رک جائے گی اور زمین کی پیداوار بھی ایک تہائی کم ہو جائے گی۔ دوسرے سال آسمان کی دو حصے بارش رک جائے گی اور زمین کی پیداوار دو حصے کم ہو جائے گی اور تیسرے سال آسمان سے بارش بالکل نہ برسے گی اور زمین کی پیداوار بھی کچھ نہ ہو گی۔ حتیٰ کہ جتنے حیوانات ہیں خواہ وہ کھر والے ہوں یا ڈاڑھ سے کھانے والے سب ہلاک ہو جائیں گے اور اس کا سب سے بڑا فتنہ یہ ہو گا کہ وہ ایک گنوار آدمی کے پاس آکر کہے گا۔ اگر میں تیرے اونٹ زندہ کر دوں تو کیا اس کے بعد بھی تجھ کو یہ یقین نہ آئے گا کہ میں تیرا رب ہوں؟۔ وہ کہے گا ضرور۔ اس کے بعد شیطان اسی کے اونٹ کی سی شکل بن کر اس کے سامنے آئے گا۔ جیسے اچھے تھن اور بڑے کوہان والے اونٹ ہوا کرتے ہیں۔ اسی طرح ایک اور شخص کے پاس آئے گا جس کا باپ اور سگا بھائی گزر چکا ہو گا اور اس سے آکر کہے گا۔ بتلا اگر میں تیرے باپ بھائی کو زندہ کر دوں تو کیا پھر بھی یہ یقین نہ آئے گا کہ میں تیرا رب ہوں؟۔ وہ کہے گا کیوں نہیں۔ بس اس کے بعد شیطان اس کے باپ بھائی کی صورت بن کر آجائے گا۔ حضرت اسماءؓ کہتی ہیں کہ یہ بیان فرما کر رسول اللہ ﷺ ضرورت سے باہر تشریف لے گئے۔ اس کے بعد لوٹ کر دیکھا تو لوگ آپ ﷺ کے اس بیان کے بعد سے بڑے فکر و غم میں پڑے ہوئے تھے۔ اسماءؓ کہتی ہیں کہ آپ ﷺ نے دروازہ کے دونوں کواڑ پکڑ کر فرمایا! اسماءؓ کہو کیا حال ہے؟۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! دجال کا ذکر سن کر ہمارے دل تو سینے سے نکلے پڑتے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا! اگر وہ میری زندگی میں ظاہر ہوا تو میں اس سے نمٹ لوں گا۔ ورنہ میرے بعد پھر ہر مومن کا نگہبان میرا رب ہے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہمارا حال جب آج یہ ہے کہ ہم آٹا گوندھنا چاہتے ہیں مگر غم کے مارے اس کو اچھی

طرح گوندھ بھی نہیں سکتے۔ چہ جائیکہ روٹی پکا سکیں بھوکے ہی رہتے ہیں تو بھلا اس دن مؤمنوں کا حال کیا ہوگا جب یہ فتنہ آنکھوں کے سامنے آجائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا! اس دن ان کو وہ غذا کافی ہوگی جو آسمان کے فرشتوں کی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس۔

حدیث مذکور سے معلوم ہوا کہ جب اس عظیم ترین فتنے کا ظہور قریب ہوگا تو جس طرح انبیاء علیہم السلام کے ظہور سے پہلے برکات (ارہاص) کا ظہور شروع ہو جاتا ہے اسی طرح اس فتنے سے پہلے برکات کا خاتمہ ہونا شروع ہو جائے گا۔ بارش غلہ اور اسی کے ساتھ سب حیوانات ختم ہو جائیں گے۔ اس بے سروسامانی میں وہ اس سازوسامان کے ساتھ آئے گا کہ ایک برباد شدہ کسان کے حیوانات زندہ کردے گا اور ایک شخص سے اس کے باپ اور بھائی کے دوبارہ زندہ کردینے کا وعدہ کرے گا۔ اب سوچئے کہ ضعیف انسان کی بے علمی اور اسی کے ساتھ جب افلاس کی سختی بھی یکجا جمع ہو جائے تو اس کی آزمائش کا میدان کتنا سخت ہو جائے گا۔ مردہ کا زندہ کرنا ہی کچھ کم بات نہیں پھر ایک کسان کے لئے اس کے جانور اور ان سے بڑھ کر اس کی اولاد اور اس کے ماں باپ اس سے زیادہ پیاری چیزیں اور کیا ہو سکتی ہیں ؟۔ کون ہے جو اس فتنہ کا مقابلہ کر سکتا۔ اگر کہیں حدیث نے اس کی اعجوبہ نمائیوں کا راز فاش نہ کردیا ہوتا تو آج بھی بہت سے ضعیف الایمان تردد میں پڑ جاتے مگر جب یہ بات صاف ہوگئی کہ یہ سب کچھ شیطانی تصرفات اور شعبدے ہوں گے تو اب کوئی اشکال نہ رہا۔ ظاہر ہے کہ دجال جب خدائی کا مدعی ہو تو اس کو خدائی کا سامان بھی دکھانا ضروری ہے۔ اس لئے اس کے ساتھ جنت دوزخ کا ہونا بھی ضروری ہے اور مردہ کو زندہ کرنے کا دعویٰ بھی ضروری ہے مگر حدیث کہتی ہے کہ یہ سب کچھ بازیگر کے تماشے سے زیادہ نہ ہوگا۔ چنانچہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لاکر اس کو قتل کردیں گے تو اس کی خدائی کا یہ سارا ڈھونگ ایک بندہ کے ہاتھوں کھل ہی جائے گا۔

شیاطین اور ان کے تصرفات کی تفصیلات انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ آپ کے ملاحظہ سے گزریں گی۔ مگر اتنی بات اجمالاً یہاں بھی سن لیجئے کہ امور خیر کی تائید فرشتے اور شر کی شیاطین کرتے رہتے ہیں۔ پھر جو طاقت جتنی بڑی مرکزی ہوتی ہے اسی قدر اس اعانت میں

بھی قوت اور ضعف کا فرق ہو جاتا ہے۔ اس لئے انبیاء علیہم السلام کی تائید میں سارا عالم ملکوت نظر آتا ہے۔ اس کے بالمقابل دجال کی تائید میں سارا عالم شیاطین ہی ہونا چاہئے۔ جن کی نظر صرف ایک عالم مادی اور اس عالم کے بھی ایک مختصر اور محدود گوشہ میں محصور ہو کر رہ جائے۔ ان بیچاروں کے لئے ان حقائق کا سمجھنا بھی مشکل ہے۔

(۱۸)............"عَنِ الْمُغِيْرَةَ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ مَاسَأَلَ اَحَدٌ النَّبِیَّ ﷺ عَنِ الدَّجَّالِ اَكْثَرَ مِمَّا سَأَلْتُهٗ وَاَنَّهٗ قَالَ لِیْ مَايَضُرُّكَ مِنْهُ قُلْتُ اِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ مَعَهٗ جَبَلُ خُبْزٍوَنَهْرُمَاءٍ قَالَ اَنَهٗ اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ۔ بخاری ج۲ص۱۰۵۵ باب ذکر الدجال 'مسلم ج۲ص۴۰۳ باب ذکر الدجال"

﴿حضرت مغیرۃ بن شعبہؓ کہتے ہیں کہ دجال کے متعلق جتنے سوالات میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے کئے ہیں اتنے کسی اور شخص نے نہیں کئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دجال بھلا تم کو کیا نقصان پہنچا سکے گا۔ میں نے عرض کی لوگ تو یہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہو گی۔ (یعنی قحط میں رزق کا پورا سامان ہو گا) آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ حقیر اور ذلیل تر ہے کہ اس کو یہ سازوسامان ملے (جو ہو گا اس کی حقیقت سب شعبدہ بازی اور نظر بندی سے زیادہ نہ ہو گی جیسے ساحرین فرعون کی رسیوں کی)﴾

(۱۹)............"وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِالْخُدْرِیِّ قَالَ لَقِيَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ يَعْنِیْ ابْنَ صَيَّادٍ فِیْ بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَتَشْهَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ هُوَ اَتَشْهَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ مَاذَاتَرٰى قَالَ اَرٰى عَرْشًا عَلَى الْمَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَرٰى عَرْشَ اِبْلِيْسَ عَلَى الْبَحْرِ قَالَ وَمَاتَرٰى قَالَ اَرٰى صَادِقَيْنِ وَكَاذِبًا اَوْكَاذِبَيْنِ وَصَادِقًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لُبِّسَ عَلَيْهِ فَدَعُوْهُ۔ رواہ مسلم ج۲ ص۳۹۷ باب ذکر ابن صیاد"

﴿ابو سعیدؓ خدری سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ اور ابو بکرؓ و عمرؓ کا اور ابن صیاد کا مدینہ کے کسی راستے میں کہیں آمنا سامنا ہو گیا' تو رسول اللہ ﷺ نے ابن صیاد سے فرمایا۔ تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں یقیناً اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ اس پر وہ بدبخت بولا! اچھا کیا آپ ﷺ اس کی گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس کا یہ جملہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا! میں تو اللہ تعالیٰ پر اس کے فرشتوں پر اور سب کتب پر ایمان لاچکا۔ (اس کے بعد آپ ﷺ نے اس سے پوچھا) بھلا تجھے نظر کیا آتا ہے؟۔ وہ بولا مجھ کو پانی پر عرش (ایک تخت) نظر آتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو عرش ابلیس ہے جو تجھ کو سمندر پر نظر آتا ہے۔ اچھا تجھ کو اور کیا نظر آتا ہے؟ وہ بولا میرے پاس دو سچے ایک جھوٹا' یا دو جھوٹے تو ایک سچا شخص نظر آتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا چھوڑو اس کو خود ہی اپنی حقیقت کا پتہ نہیں۔﴾

آنحضرت ﷺ نے یہاں سب سے پہلے اس سے اپنی رسالت کے متعلق سوال کیا کہ مقبول یا مردود ہونے کا سب سے پہلا معیار یہی ہے مگر اس نے شروع ہی سے نامعقول بات شروع کی اور اپنے متعلق آپ ﷺ سے یہی سوال کیا۔ اس پر آپ ﷺ کا جواب کتنا بلیغ تھا کہ آپ ﷺ نے کسی بے اصل بات کو قابل تردید بھی نہیں سمجھا کیونکہ تردید بھی اسی بات کی' کی جاتی ہے جس کا کوئی امکان بھی ہو۔ لہذا آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان کا اظہار کر کے اس کو صحیح جواب بھی دے دیا اور خاص اس کے سوال کے جواب سے اعراض بھی کر لیا۔ اس کے بعد جب آپ ﷺ نے مزید تحقیق فرمائی تو اس نے ایک عرش دیکھنا بتایا۔ آپ ﷺ نے وضاحت فرمادی کہ وہ تو عرش شیطان ہے۔ اس نے بھی اپنے اعوان وانصار کے لئے ایک عرش بچھا رکھا ہے۔ اس کے بعد جب آپ ﷺ نے اس کے پاس خبریں لانے والے کے متعلق سوال کیا تو بات بالکل صاف ہو گئی کیونکہ نبی کو خبر دینے والے میں کاذب ہونے کا احتمال ہی نہیں ہوتا۔ وہ صادق ہی صادق ہوتا ہے جس کو دو سچی اور ایک جھوٹی یا اس کے برعکس خبریں معلوم ہوں۔ تو یہ اس کے کاہن ہونے کی دلیل ہے۔ اس لئے اس کے بعد آپ ﷺ نے اس سے اور کوئی سوال نہیں کیا اور بات صاف ہو گئی۔ اس حدیث میں ایک قابل غور بات یہ بھی نکلتی ہے کہ ابن صیاد کی دجالیت کی علامات میں تدریج

بھی ہے جیسا کہ :" وقد نفرت عینه " کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے۔ اسی پر دوسری علامات کو قیاس کیا جاسکتا ہے۔

(۲۰)........." عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ ِالْخُدْرِیِّ اَنَّ ابْنَ صَیَّادٍ سَأَلَ النَّبِیَّ ﷺ عَنْ تُرْبَةِ الْجَنَّةِ فَقَالَ دَرْمَكَةٌ بَیْضَاءُ مِسْكٌ خَالِصٌ۔ رواه مسلم ج۲ص۳۹۸ باب ذکر ابن صیاد"

﴿ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ابن صیاد نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا جنت کی مٹی کیسی ہے ؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ میدہ کی طرح سفید اور مشک خالص کی طرح خوشبودار ہے۔﴾

(۲۱)........." عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَقِیْتُهٗ وَنَفَرَتْ عَیْنُهٗ فَقُلْتُ مَتٰی فَعَلَتْ عَیْنُكَ مَااَرٰی قَالَ لَاَدْرِیْ قَالَ قُلْتُ لَاتَدْرِیْ وَهِیَ فِیْ رَأْسِكَ قَالَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ خَلَقَهَا فِی عَصَاكَ قَالَ فَنَخَرَ كَاَشَدِّ نَخِیْرِ حِمَارٍ سَمِعْتُ۔ رواه مسلم ج۲ص۳۹۹ باب ذکر ابن صیاد"

﴿ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ ابن صیاد کو جب میں نے دیکھا تھا تو اس وقت اس کی آنکھ خراب ہو چکی تھی۔ میں نے پوچھا تیری یہ آنکھ کب خراب ہوئی ؟۔ اس نے کہا مجھے نہیں معلوم۔ میں نے کہا اچھا وہ تیرے سر میں ہے اور پھر بھی تجھ کو معلوم نہیں ؟۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو تیری لکڑی میں اسے پیدا فرمادے۔ یہ کہہ کر اس نے ایک ایسی زور کی آواز نکالی جیسے گدھے کی زور کی چیخ ہوتی ہے۔﴾

(۲۲)........." عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بَیْنَ اَنَا نَائِمٌ اَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ فَاِذَا رَجُلٌ اٰدَمُ سَبْطُ الشَّعْرِ یُهَادِیْ بَیْنَ رَجُلَیْنِ یَنْطِفُ اَوْیُهْرَاقُ رَأْسُهٗ مَاءً قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا ابْنُ مَرْیَمَ فَذَهَبْتُ اَلْتَفِتُ فَاِذَا رَجُلٌ اَحْمَرُ جَسِیْمٌ جَعْدُ الرَّأْسِ اَعْوَرُ عَیْنُهُ الْیُمْنٰی كَاَنَّ عَیْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِیَةٌ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا هٰذَا الدَّجَّالُ وَاَقْرَبُ النَّاسِ بِهٖ شَبَهًا اِبْنُ قَطَنٍ قَالَ الزُّهْرِیُ رَجُلٌ مِنْ خُزَاعَةَ۔ رواه البخاری ص۱۸۹ ج۱ باب

اذکر فی الکتاب مریم 'کتاب الانبیاء"

﴿ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں سو رہا تھا اور خواب میں طواف کر رہا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص ہیں گندم گوں رنگ' سیدھے سیدھے بال۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان کے بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ ہیں حضرت عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) پھر جو میری توجہ ذرا دوسری طرف گئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑا لمبا چوڑا آدمی' سرخ رنگ' سخت گھونگر والے بال' آنکھ سے کانا' ایک آنکھ ایسی تھی جیسا ابھرا ہوا انگور' لوگوں نے بتایا یہ ہے دجال اکبر اور سب سے زیادہ مشابہ شخص دیکھنا چاہو تو۔ بس خزاعۃ قبیلہ کا یہ عبدالعزیٰ بن قطن ہے وہ ٹھیک اسی صورت کا تھا۔﴾

دوسری حدیثوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ عروۃ بن مسعودؓ کے بہت مشابہ ہیں اس حدیث کی تشبیہ سے واضح ہو جاتا ہے کہ ان ہر دو افراد سے مراد خاص خاص اشخاص ہیں۔ قوم انگریز یا وہ شخص مراد نہیں جو عیسیٰ ابن مریم کی صفات یا ہیئت کا حامل نہ ہو جیسا کہ یہاں بعض مدعین کا دعویٰ ہے۔

(۲۳)........"عَنْ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ قَالَتْ دَخَلَ عَلَّى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا اَبْكِي فَقَالَ لِيْ مَايُبْكِيْكَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ فَبَكَيْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنْ يَّخْرُجَ الدَّجَّالُ وَاَنَا حَيٌّ كفيتكُمُوْهُ وَاِنْ يَّخْرُجَ الدَّجَّالُ بَعْدِيْ فَاِنَّ رَبَّكُمْ عَزَّوَجَلَّ لَيْسَ بِاَعْوَرَاِنَّهٗ يَخْرُجُ فِيْ يَهُوْدِيَّةِ اَصْفَهَانَ حَتّٰى يَأْتِيَ الْمَدِيْنَةَ فَيَنْزِلُ نَاحِيَّتَهَا وَلَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ اَبْوَابٍ عَلٰى كُلِّ نَقِيْبٍ مِّنْهَا مَلَكَانِ فَيَخْرُجُ اِلَيْهَا شِرَارُ اَهْلِهَا حَتّٰى الشَّامَ مَدِيْنَةٌ بِفَلَسْطِيْنَ بِبَابِ لُدٍّ وَقَالَ اَبُوْدَاؤُدَ مَرَّةً حَتّٰى يَأْتِيَ فَلَسْطِيْنَ بِبَابِ لُدٍّ فَيَنْزِلُ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقْتُلُهٗ ثُمَّ يَمْكُثُ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فِى الْاَرْضِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً اِمَامًا عَدْلاً وَحَكَمًا وَمُقْسِطًا۔ مسند احمد ج٦ ص٧٥"

﴿حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لائے

دیکھا تو میں رو رہی تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیوں رو رہی ہو؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ نے دجال کا ذکر اس طرح فرمایا کہ اس غم میں مجھ کو بیساختہ رونا آگیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا! اگر وہ نکلا اور میں اس وقت موجود ہوا تو تمہاری طرف سے میں اس سے نمٹ لوں گا۔ اگر وہ میرے بعد نکلا تو پھر یہ بات یاد رکھنا کہ تمہارا پروردگار کانا نہیں ہے۔ (وہ کانا ہوگا) جب وہ نکلے گا تو اس کے ساتھی اصفہان کے یہود ہوں گے۔ یہاں تک کہ جب مدینہ آئے گا تو یہاں ایک طرف آکر اترے گا۔ اس وقت مدینہ کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازہ پر دو دو فرشتے نگران ہوں گے (جو اس کو اندر آنے سے مانع ہوں گے) مدینہ میں جو بد اعمال لوگ آباد ہیں وہ نکل کر خود اس کے پاس چلے جائیں گے۔ اس کے بعد وہ فلسطین میں باب لد پر آئے گا۔ عیسیٰ علیہ السلام نزول فرما چکے ہوں گے اور یہاں وہ اس کو قتل کریں گے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال تک ایک منصف امام کی حیثیت سے زمین پر زندہ رہیں گے۔﴾

(۲۴)........."عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَنْزِلُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ وَیَمْکُثُ فِی النَّاسِ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً ۔ اخرجه الطبرانی واحمدج۲ص۴۳۷، ابن جریر ج٦ص١٦، درمنثور ج۲ ص۲٤۲، فتح الباری ج٦ ص۳۵۷، التصریح ص۱٤٠، مرقات الصعود ص۱۹۸"

﴿حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور لوگوں میں چالیس سال تک رہیں گے۔﴾

(۲۵)........."عَنْ رِبْعِیِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ قَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو لِحُذَیْفَةَ اَلاَ تُحَدِّثُنَا مَاسَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ اِنَّ مَعَ الدَّجَّالِ اِذَا خَرَجَ مَاءً وَّنَارًا فَاَمَّا الَّذِیْ یَرَی النَّاسُ اَنَّهَا النَّارُ فَمَاءٌ بَارِدٌ وَاَمَّا الَّذِیْ یَرَی النَّاسُ اَنَّهٗ مَاءٌ بَارِدٌ فَنَارٌ تُحْرِقُ فَمَنْ اَدْرَكَ ذَالِكَ مِنْكُمْ فَلْیَقَعْ فِی الَّذِیْ یُرٰی اَنَّهَا نَارٌ فَاِنَّهٗ عَذْبٌ بَارِدٌ (رواه البخاری ص٤۹٠ج۱) وَزَادَ مُسْلِمٌ وَاِنَّ الدَّجَّالَ مَمْسُوْحُ الْعَیْنِ عَلَیْهَا ظَفْرَةٌ غَلِیْظَةٌ مَکْتُوْبٌ بَیْنَ عَیْنَیْهِ کَافِرٌ یَقْرَأُ کُلُّ مُؤْمِنٍ کَاتِبٌ اَوْ غَیْرُ کَاتِبٍ وَفِی رِوَایَةٍ بَیْنَ عَیْنَیْهِ ك،

ف ُر ُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ الکاف والفاء والراء۔ مسلم ج۲ص۴۰۰ باب ذکر الدجال"

(ربعی بن حراشؒ سے روایت ہے کہ عقبۃ بن عمروؓ نے حذیفہؓ سے کہا کہ آپ نے دجال کے متعلق جوبات آنحضرت ﷺ سے سنی تھی وہ ہم کو بھی سنا دیجئے۔ انہوں نے کہا میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے خود سنا ہے کہ دجال جب ظاہر ہو گا تو اس کے ساتھ پانی اور آگ دونوں ہوں گے۔ مگر لوگوں کو جو آگ نظر آئے گی وہ ٹھنڈا پانی ہو گا اور جس کو لوگ ٹھنڈا پانی سمجھیں گے وہ جھلسا دینے والی آگ ہو گی۔ لہذا تم میں جس کو بھی یہ زمانہ ملے اس کو چاہئے کہ جو آگ معلوم ہو رہی ہو اسی میں داخل ہو جائے کیونکہ در حقیقت وہ آب خنک ہو گا۔ یہاں مسلم کی روایت میں اتنا اضافہ اور ہے کہ دجال کی ایک آنکھ میں موٹا سا ناخونہ ہو گا اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر کے حروف علیحدہ علیحدہ لکھے ہوئے ہوں گے۔ جس کو ہر مومن پڑھ لے گا۔ چاہے وہ خواندہ ہو یا ناخواندہ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس کی آنکھوں کے درمیان "ک ُف ُر" اور ایک روایت میں "کاف ُالف ُرا" ہو گا۔

دجال کا فتنہ جتنا عظیم الشان ہے قدرت کی طرف سے اس کی شناسائی کے نشان اتنے ہی زیادہ ہیں۔ الفاظ مسلم پر ایک بار پھر نظر ڈال لیجئے لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ عالم تقدیر بینا کو نابینا بنا سکتا ہے۔ جب اپنے قلب کی آنکھیں خود نابینا ہوں تو "ک ُف ُر" کے الفاظ کیا نظر آئیں۔ لفظ: " بین عینیه" تقدیری کتابت کے لئے شاید کچھ مخصوص ہے۔ اسی لئے یہی عمرو غیرہ کے لئے محل کتابت ہے اور حضرت داؤد علیہ السلام کی ازلی سعادت اسی مقام پر حضرت آدم علیہ السلام کو شاید اسی لئے نظر آگئی ہو۔ پہلے یہ سب تفصیلات گزر چکی ہیں۔ عرف عام میں ہائے کہہ کر اپنی پیشانی پر ہاتھ مارنا شاید اسی لئے رواج پا گیا ہو گا۔ صحیح مسلم کی یہ صحیح حدیث ہمارے اس بیان کے لئے شاہد ہے مگر یاد رہے کہ اس میں گو پڑھے لکھے ہونے کی شرط نہ سہی مگر مومن ہونے کی قید موجود ہے۔ عجب نہیں کہ یہی مومن کے ایمان کے تحفظ اور [illegible] کی محرومی کا سبب ہو اور یہی ایک اور عظیم فتنہ کا باعث بن جائے۔ یہ جملہ امور اگرچہ احادیث میں گو صراحۃً مذکور نہ ہوں مگر اس کی طرف صراحۃً اشارہ کے قریب ہے۔

انہی سطور میں دجال کی حقیقت کے ساتھ ابن صیاد کی احادیث کے ذکر نہ کرنے کی طرف حافظ ابن حجرؒ کا لطیف بیان گزر چکا ہے۔ اگر آپ فتن کی حقیقت سمجھتے ہیں اور ان کی احادیث کی طرف نظر رکھتے ہیں تو ایک ثابت شدہ حقیقت کے انکار سے دوسری ایک حقیقت کے انکار کی راہ نہ لیں گے۔ یعنی فتنہ دجال کے خروج کے جتنے اسباب صراحت کے ساتھ ذکر میں آچکے ہیں وہ ایک ابن صیاد کی حقیقت کے مبہم رہنے کی وجہ سے مفت میں ان کا انکار نہ فرمائیں گے۔ اگر احادیث میں کہیں ابن صیاد کے دجال ہونے میں آپ کو شبہ گزرتا ہے تو آپ کی نظروں میں نفس دجال کی غیر مشتبہ حقیقت کو مشتبہ نہ ہونا چاہئے۔ اس جگہ کم از کم ایک منصف کے لئے حقیقت یہ ہے کہ دجال اگر قوم کا لقب ہو تو ابن صیاد کے متعلق حدیثیں اس کی تردید کے لئے کافی ہیں کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوتا کہ ابن صیاد کسی قوم کا لقب تھا اور نہ اس کے وجود شخصی کے دیکھ لینے کے بعد اور اس کے والدین کے نام و نسب کی تحقیق کے بعد اس کی گنجائش نکل سکتی ہے۔ پھر ابن صیاد کے دجال کہنے سے احادیث صحیحہ کے انکار کے سوا اور فائدہ کیا؟۔ جبکہ احادیث صحیحہ میں یہ بیان موجود ہے کہ اس کا قاتل عمرؓ جیسا شخص بھی نہیں ہو سکتا بلکہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام مقرر ہیں اور وہ بھی اس ثبوت کے لئے اپنے نیزہ میں اس کا خون دکھا دکھا کر یہ یقین دلائیں گے کہ میں جو عالم تقدیر میں اس کا قاتل مقرر ہو چکا ہوں وہ کوئی معنوی قتل نہیں ہے جو صرف کتابوں کے لکھ دینے سے پورا ہو جاتا بلکہ ایک حسی قتل ہے۔

دجالی فتنہ

یہ واضح رہنا چاہئے کہ وہ دجالی فتنہ جس کا حدیثوں میں تذکرہ آتا ہے اور جس سے تحفظ کا علاج سورہ کہف کی تلاوت کرنا قرار دیا گیا ہے۔ وہ اسی کے دور میں ظہور پذیر ہوگا۔ جبکہ ایک طرف وہ خدائی کا دعویٰ اور اس سے پہلے رسالت کا دعویٰ کرے گا اور اس کے ساتھ ایسے خارق عادات افعال بھی دکھلائے گا جو بظاہر اس کے دعوے کے مؤید نظر آئیں گے اور اس وجہ سے بہت سے لوگوں کے ایمان متزلزل ہو جائیں گے۔ ہمارے زمانے میں

مادی ترقیات خواہ کتنی بھی ہو جائیں وہ سب مادی قوانین کے تحت ہیں ان کو دجالی فتنہ سمجھنا بالکل بے محل بلحہ خلاف واقع بات ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ موجودہ زمانے میں جو جدید ایجادات سامنے آرہی ہیں وہ عجیب سے عجیب تر ہیں۔ لیکن موجودہ دنیا کی ترقی یافتہ قومیں سب ہی اس میں شریک ہیں اور اس سلسلہ میں ایک دوسرے سے مسابقت میں خوب سرگرم ہیں اور ابھی یہ فیصلہ نہیں کیا جاسکتا کہ اس میدان کا ہیرو کون ہے؟۔ اس لئے بھی ان میں سے کسی کو دجالی فتنہ قرار دینا قبل از وقت ہے بلحہ ان کو اس کے مقدمات میں شمار کرنا بھی صحیح نہیں۔ اس کا مقدمہ دینی جہل ضعف ایمانی اور طغیانی طاقتوں کا ہمہ گیر اقتدار ہے۔

حدیثوں میں صاف طور پر مذکور ہے کہ دجال خود یہودی النسل ہوگا اور اس کے تمام متبعین بھی سب یہودی ہوں گے اور من حیث القوم وہی اس پر ایمان لائیں گے۔ اس لئے دجالی فتنہ کا مرکز در حقیقت یہود ہیں اور اس لئے ہمارے زمانے میں یہودی مملکت کا قیام اور ان کی متفرق طاقتوں کا ایک مرکز پر جمع ہونا اور اسی جگہ جمع ہونا جہاں عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور مقدر ہے۔ اگر اس کو دجالی فتنہ کا مقدمہ کہا جائے تو بجا ہوگا۔ اب رہے نصاریٰ تو وہ ابھی تک عیسائیت کے کم از کم دعویدار ضرور ہیں اور گو حیوانیت کے آخری نقطہ پر پہنچ چکے ہیں مگر ان کا زبانی دعویٰ اب بھی صلیب پرستی ہی کا ہے۔ اودھر روس گو مدعی الوہیت تو نہیں لیکن اس سے بڑھ کر خدائے برحق کا علی الاعلان منکر بھی کوئی نہیں۔ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے بعد عیسائی تو ان پر ایمان لے آئیں گے۔ جیسا کہ: " وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ . نساء ۱۵۹ " کی تفسیر میں آپ پہلے ملاحظہ فرما چکے ہیں اور یہودی ایک ایک کر کے قتل ہو جائے گا۔ حتیٰ کہ اگر وہ کسی درخت کی آڑ میں چھپ کر پناہ لینا چاہے گا تو وہ درخت بول اٹھے گا۔

دیکھو میرے پیچھے یہ یہودی ہے اس کو بھی قتل کر دو۔ اس سوانح حیات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دجالی فتنہ کا تمام تر تعلق یہود کے ساتھ ہوگا۔ ہمارے زمانے کی مادی ترقیاتی کے ساتھ اس کا تعلق کچھ نہیں ہے اور نہ ان اقوام میں سے خاص طور پر کسی ایک قوم کے ساتھ ہے جن کے ذریعہ یہ ترقیات سامنے آرہی ہیں۔

اب رہا یہ سوال کہ پھر سورہ کہف کے اور اس فتنہ سے تحفظ کے درمیان ربط کیا ہے ؟ کہ اسی کی تلاوت کو اس سے تحفظ کا سبب قرار دیا گیا ہے تو اولاً اصولاً یہ سمجھ لیجئے کہ خوارق جس طرح خود سببیت اور مسببیت کے علاقہ سے باہر نظر آتے ہیں اسی طرح جو افعال ان کے مقابل ہیں وہ بھی سببیت کے علاقہ سے بالاتر ہوتے ہیں۔ مثلاً نظر کا لگنا سب جانتے ہیں کہ یہ صحیح حقیقت ہے اور گو علماء نے اس کی معقولیت کے اسباب بھی لکھے ہیں مگر بظاہر اس کا کوئی سبب معلوم نہیں ہوتا۔ اسی لئے بہت سے اشخاص تو اب تک اس کے قائل ہی نہیں اور اس کو صرف ایک وہم پرستی اور تخیل سمجھتے ہیں لیکن اس کے دفعیہ کے لئے جو سورتیں مجرب ہیں وہ بھی اکثر اسی طرح غیر قیاسی ہیں۔ اسی طرح سمی جانوروں کے کاٹے کے جو منتر اور افسوں ہیں وہ اکثر یا تو بے معنی ہیں اور جن کے معنی کچھ مفہوم ہیں بھی ان میں سمیت دفعہ کرنے کا کوئی سبب ظاہر نہیں ہوتا۔

حدیثوں میں بہت سی سورتوں کے خواص مذکور ہیں مثلاً سورہ فاتحہ کہ وہ بہت سے لاعلاج امراض کے لئے شفا ہے۔ اب یہاں ہر جگہ اس مرض اور اس سورت کے مضامین میں مناسبت پیدا کرنے کے لئے زمین و آسمان کے قلابے ملانا بیکار کی سعی ہے۔ پھر اسی قسم کی ذہنی مناسبات انسانی دماغ ہر جگہ نکال سکتا ہے۔ اس لئے ہمارے نزدیک اس کاوش میں پڑنا مفت کی دردسری ہے۔ لیکن بااین ہمہ اگر سورہ کہف اور دجالی فتنہ کے درمیان کوئی تناسب معلوم کرنا ہی ناگزیر ہو تو پھر بالکل صاف اور سیدھی بات یہ ہے کہ اصحاب کہف بھی کفر و ارتداد کے ایک زبردست فتنہ میں مبتلا ہوئے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ان کے دل مضبوط رکھے اور اسلام پر ان کو ثابت قدم رکھا جیسا کہ اس سورت کے شروع ہی میں ارشاد ہے :

” وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا ۔ الکہف ۱۴ “

پس جس طرح صرف اللہ تعالیٰ کی مدد سے وہ محفوظ رہے تھے۔ اسی طرح جب دجال کا سب سے زبردست ارتداد کفر کا فتنہ نمودار ہوگا تو اس وقت بھی صرف امداد الٰہی ہی

سے لوگوں کے ایمان مضبوط رہیں گے۔ احادیث سے ثابت ہے کہ اس سورۃ کا نزول کفار کی فرمائش پر ہوا تھا۔ اس لئے یہ قصے ان کے جواب میں ذکر کئے گئے ہیں۔ اور اس مناسبت کا یعنی فتنہ دجال اور سورہ کہف سے اس سے تحفظ کا کہیں ذکر نہیں آتا۔ صرف ایک قیاس آرائی اور قافیہ بندی ہی کہا جا سکتا ہے اور جس کو حدیث و قرآن سے کوئی مناسبت نہ ہو وہ ان بے تکی باتوں میں پڑ سکتا ہے۔ دجال سے قبل یہی چند نشانیاں نہیں بلکہ بہت سی علامات مذکور ہیں جن کے اور دجال کے درمیان جوڑ لگانا ایک بڑی دردسری ہے۔ یہاں قرآن کریم نے اپنی صفات میں سے جہاں اپنا قیم ہونا ذکر فرمایا ہے اور عیسائیت کی تردید فرمائی ہے۔ وہ قرآن کے عام مضامین میں سے ایک اہم مضمون ہے جو متعدد اسالیب سے متعدد سورتوں میں مذکور ہے۔ لیکن ان سورتوں کی تلاوت کو کہیں یاد نہیں آتا کہ دجالی فتنے کے تحفظ کے لئے شمار کیا گیا ہو۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہو نہ ہو اس سورہ خاصہ میں کوئی سبب دوسرا ہوگا۔ ابھی آپ سن چکے ہیں کہ اس سورت کے اول میں چند اشخاص کے تحفظ ایمان کی ایسی عجیب صورت مذکور ہے جس کو قرآن نے اپنے الفاظ میں یوں ادا فرمایا ہے: " وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رَقُوْدٌ. الکہف ۱۸"

گو کہ یہ واقعہ قدرت الٰہیہ کے سامنے کچھ تعجب خیز نہ ہو۔ لیکن ایک ضعیف البنیان انسان کے لئے ایک ایسا واقعہ ہے کہ اگر وہ اس کی نظروں میں تعجب خیز نظر آئے تو کچھ تعجب نہیں۔ اس واقعہ کو ذکر فرما کر قرآن کریم نے جو نتیجہ خود اخذ کیا ہے وہ اثبات قیامت ہے۔ چنانچہ اس قصے کو پورا ذکر فرما کر ارشاد فرمایا: " وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَارَيْبَ فِيْهَا. الکہف ۲۱" اور دجال کی طرف کہیں اشارہ تک یاد نہیں آتا۔ ہاں حدیث میں بے شک اس سورت کے اوائل کے ساتھ اس کے اواخر کا تذکرہ ملتا ہے۔ اب اگر اوائل میں کھینچا تانی کر کے عیسائیت کو دجال کا فتنہ قرار دے ڈالا جائے تو پھر اس کے اواخر کے متعلق کیا کہا جائے گا جن میں عیسائیت کی تردید پر کوئی زور نہیں دیا گیا۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دجالی فتنے سے اور عیسائیت کی تردید سے یہاں کوئی تعلق نہیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو اس فتنے میں روس عیسائیوں سے دو قدم آگے نظر آتا ہے تو پھر یہ

بے جوڑ بات کہنے کی ضرورت کیا؟ اور عیسائیوں کے تقدم کو اس کی انتہائی شناعت کے باوجود دجالی فتنہ قرار دے ڈالنے سے غرض کیا؟۔

اصل یہ ہے کہ بہت سی قومیں جب دجال کا ظہور نہ پا سکیں تو انہوں نے دجال کی احادیث کی پیش گوئیاں پورا کرنے کے لئے خواہ مخواہ کی یہ زحمت اٹھائی۔ یہ زحمت اس زحمت سے کم نہیں جنہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اپنے زمانے میں نہ دیکھ کر خود عیسیٰ ابن مریم بننے کی سعی ناتمام کی۔ اگرچہ ان کے اور عیسیٰ علیہ السلام کے مابین شہر اور نام اور کام اور محل دفن وغیرہ کا اختلاف ہی کیوں نہ ہو مگر اس پر بھی آخر کار انہوں نے ایک عیسیٰ ابن مریم تجویز ہی کر لیا اور لاکھوں انسانوں نے ان کی اس بدیہی غلطی میں تقلید ہی کر ڈالی۔ اسی طرح یہاں عیسائیوں کا جرم تو مسلم ہے مگر انہی کو دجالی فتنہ قرار دے ڈالنا پھر سورہ کہف کی تلاوت کو اس سے تحفظ کا سبب سمجھ لینا یہ علمی غلطی ہے جس کا نہ احادیث سے کوئی پتہ لگتا ہے اور نہ تاریخ سے کوئی ثبوت۔

ہاں! اگر صرف قیاس آرائی کافی ہو تو بات دوسری ہے ورنہ عیسائیوں کو تو ان پر ایمان لانا ہے۔ ہاں! یہودیوں کو ان کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر جانا ہے اور اس طرح ان دونوں قوموں کا حشر آنکھوں کو نظر آتا ہے۔ پھر دجالی فتنے کو ان پر منطبق کرنا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے؟۔ کچھ گنجائش ہے اور دجالی فتنے کو کسی فریق پر منطبق کرنا ہی ہے تو یہود کے حق میں اس کا کوئی امکان پیدا ہو سکتا ہے اور بس۔

والحمد لله اولاً واٰخراً۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد واٰله واصحابه الذین فی اوّلهم نبیهم واٰخرهم الامام المهدی علیه السلام (واما الدجال الاکبر فهومن الیهود لیس مناولسنا منه لعنه اللّٰه لعنًا کبیراً)

چہار شنبہ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۸۵ ھ

بمطابق ۱۲ مئی ۱۹۶۵ء المدینۃ المنورہ